لئے تیار نظر نہیں آتے۔

مسلمان اسکالرز کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ مستقبل کے حوالے سے ایک واضح حکمت عملی پیش کریں اور ساتھ ہی وہ لائحہ عمل بھی جو اس خواب کو سیاسی اور اقتصادی حقیقت کی صورت میں شرمندہ تعبیر کر سکے۔ مزید برآں جدید اسلامی ریاست کے حوالے سے یہ اعتماد اور امید بھی پیدا کریں کہ یہ ریاست انصاف، امن، رواداری، جدت پسندی اور تکثیریت کے ساتھ زندہ رہنے کی بھرپور صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ اسلام اور شریعت کی جو منفی تصویر طالبان اور القاعدہ کے نام سے پیش کی گئی ہے اس کی جگہ بنیادی اسلامی مآخذ قرآن و حدیث سے اخذ کردہ سچی تصویر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کی معاشی و معاشرتی بہبود کا منصوبہ بھی پیش کریں۔ ساتھ ہی اسلامی تحریکات کو عوام کی سماجی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کرنا ہے اس غرض سے تعلیم، فلاح و بہبود اور صحت کو اپنے منصوبوں میں پہلی ترجیح دینی ہوگی۔

پیش لفظ

ثروت جمال اصمعی

عالم عرب اور براعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک - سوڈان - تیل، گیس اور دیگر معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں طویل آمریت اور عشروں سے جاری خانہ جنگیوں نے بعض بیرونی طاقتوں کو اپنے سامراجی عزائم کی تکمیل اور قدرتی وسائل پر قبضہ کے لیے مداخلت کے مواقع یا بہانے فراہم کیے ہیں۔ چنانچہ حقیقت پسند مغربی مبصرین سوڈان کے معاملات میں انسانی حقوق کی پامالی کے نام پر امریکا اور یورپ کی مداخلت کے پیچھے اس نیت کو کارفرما بتاتے ہیں۔ ان میں سے چند کے حوالے اس تحریر میں بھی شامل ہیں۔ سوڈان کے صدر عمر حسن البشیر کے خلاف، امریکہ کی علانیہ اور پُر زور کوششوں کے نتیجہ میں، انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کی جانب سے دارفور کی خانہ جنگی میں انسانیت کے خلاف جرائم کے ارتکاب کے الزام میں ۴ مارچ ۲۰۰۹ء کو ان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کرنے کے عمل کو بھی اسی پس منظر میں دیکھا جارہا ہے، کیونکہ اس سے چند روز قبل فروری کے وسط میں دارفور کی باغی تنظیموں اور حکومت سوڈان کے درمیان جنگ بندی کا نیا معاہدہ ہو گیا تھا جس کے بعد حالات میں بہتری کے امکانات نظر آرہے تھے۔ اس کے باوجود گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے جانے سے مبصرین کے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ امریکہ اور اس کی اتحادی مغربی قوتوں کو سوڈان میں قیامِ امن کے بجائے اصل دلچسپی انتشار بڑھا کر اپنی مداخلت کی راہ ہموار کرنے سے ہے۔

مغربی ذرائع کی جانب سے سوڈان کو ناکام ریاستوں میں سرفہرست قرار دیا جاتا ہے۔ امریکا، برطانیہ اور دوسری مغربی طاقتیں سوڈان کی داخلی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اس پر تسلط کے لیے

بتدریج پیش قدمی کر رہی ہیں۔ اسرائیل بھی سوڈان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ جبکہ خود طویل آمرانہ ادوار حکومت کی وجہ سے ملک کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے احساس محرومی کے باعث بھی ملک کی تقسیم کے خطرات بڑھ رہے ہیں۔ سوڈان کی موجودہ سیاسی قیادت نے اپنے ملک کو مغربی استعمار سے بچانے کے لیے اپنی خارجہ پالیسی کو سہارا بنایا ہے جس کا سب سے بڑا ستون چین ہے۔ چین کے ساتھ سوڈان کی حکومت نے سیاست، معیشت اور دفاع کے شعبوں میں گہرے روابط قائم کر لیے ہیں۔ بڑی حد تک اسی کا نتیجہ ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادی اب تک سوڈان کو براہ راست جارحیت کا نشانہ بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ تاہم گھر میں ناچاقیاں ہوں تو بیرونی سہاروں کے بل پر گھر کو دشمنوں کا ہدف بننے سے زیادہ دیر بچایا نہیں جا سکتا۔

اگر سوڈان کے حکمراں یہ بات سمجھ لیں، اپنی قوم پر شخصی آمریت مسلط رکھنے کے بجائے لوگوں کے بنیادی حقوق انہیں لوٹا دیں، اسلام کو سیاسی مقاصد کے لیے نہیں بلکہ نیک نیتی کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کریں، پورا نظام مملکت عدل کی بنیاد پر قائم ہو، کسی فرد یا گروہ کی حق تلفی نہ ہو، قانون کی نگاہ میں حکام اور عوام، طاقتور اور کمزور، اور امیر و غریب سب برابر ہوں .... یہ ہو جائے تو سوڈان کا مستقبل نہایت روشن ہے اور جو انتہائی وسیع اور خوشگوار امکانات اس سرزمین میں موجود ہیں انہیں کامیابی سے روبعمل لایا جا سکتا ہے۔ یہ ملک خطے ہی کی نہیں دنیا کی ایک اہم سیاسی و اقتصادی قوت اور احیائے اسلام کا مرکز بننے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ سوڈان کے لوگ بہت باصلاحیت ہیں۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد اپنے دین سے گہری اور شعوری وابستگی رکھتی ہے۔ مہدی سوڈانی، حسن البنا شہید اور تصوف کے مختلف سلسلوں کے گہرے اثرات یہاں کے لوگوں پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آمرانہ ادوار میں بھی عوامی دباؤ کی بناء پر یہاں اسلامی شریعت کا نفاذ، کسی نہ کسی طور، عمل میں لایا جاتا رہا ہے۔ لیکن اگر حکمراں طاقتیں اپنی قوم کو اس کے بنیادی حقوق نہیں دیتیں، سیاسی عمل میں مفاہمت جگہ نہیں پاتی اور مفادات کے لیے خانہ جنگیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو اسلامی دنیا اور عالم عرب کے اس نہایت اہم ملک کی شکست و ریخت کے سنگین خدشات بہت جلد حقیقت کا روپ دھار سکتے ہیں